© rasailojaraid.com



بعد ایک روز نصیب شاعر نے باریابی چاھی ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا ارے اسود! تم کیا وھی شخص ھو جو اپنے غزلیہ اشعار سے عورتوں کو بدنام کرتے پھرتے ھو ۔ نصیب نے عرض کیا اے امیر المومنین ! میں نے اب یہ مشغلہ چھوڑ دیا ہے ۔ اور خدا سے عہد کیا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی کوئی بات نہ کہوں گا ۔ حاضرین دربار نے بھی اس کی شہادت دی کہ واقعی نصیب نے اب یہ باتیں بالکل چھوڑ دی ھیں ۔ تب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کو عطیہ مرحمت فرمایا ۔

مفردات راغب میں لکھا ہے کہ کسی حکیم نے کہا ہے میں نے کوئی متدین اور راست گو انسان ایسا نہیں دیکھا جو شعر گوئی میں ماھر ھو ۔

علامہ عینی اشعار کے اندر شعر کی مذمت بیان کرتے ھوئے فرماتے ھیں ۔

لا تحسبنّ الشعر فضلاً بارعاً
ما الشعر الا محنة و خبال
فالھجو قذف و الرثاء نیاحة
و العتب ضغن و المدیح سوال

شعر کو فضیلت اور خوبی کی بات نہ سمجھو ۔ شعر فتنہ و فساد کے سوا کچھ اور نہیں ۔ ھجو گوئی بہتان طرازی ہے ۔ مرثیہ گوئی نوحہ گری ہے ۔ ناراضگی کینہ پروری اور مدح سرائی دریوزہ گری ۔

دوسری قسم عمدہ اشعار کی ہے ۔ عمدہ اشعار سے مراد وہ اشعار ھیں جو توحید باری تعالی ، نعت رسول ، مدح صحابہ ، اخلاقی رجحانات اور قرآن و سنت کے مطالب پر مشتمل ھوں اور ھر قسم کی لغویت اور بیھودگی سے پاک ھوں ۔

ایسے اشعار شریعت میں جائز بلکہ قابل تحسین ھیں ۔ چنانچہ سورۃ الشعراء کی جو آیات اوپر بیان ھوئیں ان سے آگے استثناء ہے جس کے الفاظ یہ ھیں ۔

الا الذین آمنوا و عملوا الصلحت وذکر وا اللہ کثیراً وانتصروا من بعد ما ظلموا

ترجمہ : مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیئے اور خدا کو بہت یاد کرتے رھے اور اپنے اوپر ظلم ھونے کے بعد غالب آئے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اس کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں ۔

"مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے ، یا نیکی کی ترغیب دے ، یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی کرے ، یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ، یا کسی نے اس کو ایذا پہنچائی اس کا جواب بحد اعتدال دیا ، ایسا شعر عیب نہیں ۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت وغیرہ ایسے ہی اشعار کہتے تھے ۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ان کافروں کو جواب دے اور روح القدس تیرے ساتھ ہے ۔

(حاشیہ تفسیر عثمانی)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بیہودہ اشعار کہنے سے منع فرمایا وہاں عمدہ اور اخلاقی اشعار کی مدح و تحسین بھی فرمائی ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا وہ لبید کا کلمہ ہے ۔ "الا کل شئیٍ ما خلا اللہ باطل" (سن لو اللہ کے سوا ہر شئی مٹنے والی ہے) (مشکوۃ)

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان من الشعر لحکمۃ (بلا شبہہ بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں) (بخاری) ۔

حضرت براء سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ قریظہ میں حسان بن ثابت سے فرمایا مشرکین کی ہجو کر کیونکہ جبرئیل یقیناً تیرے ساتھ ہے (مشکوۃ) ۔

امیہ بن ابی صلت ایک بلند پایہ شاعر تھا ۔ ۶۳۰ ء میں فتح طائف سے کچھ قبل وفات پائی ۔ نیک اور خدا ترس آدمی تھا ۔ توحید کا قائل اور بت پرستی کا مخالف تھا ۔ اس کے اشعار میں حمد الٰہی اور مذمت دنیا کے مضامین ہیں ۔ حضرت عمرو بن ثرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول خدا ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس امیہ بن ابی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



صلت کے کچھ شعر ھیں ؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا تو سناؤ۔ تو میں نے آپ کو ایک شعر سنایا تو فرمایا اور سناؤ میں نے پھر آپ کو ایک شعر سنایا تو آپ نے فرمایا اور سناؤ یہاں تک کہ میں نے آپ کو ایک سو شعر سنائے (مسلم شریف)۔

اہل عرب آنحضور کے دور میں شعر و شاعری میں عروج حاصل کر چکے تھے۔ باندیاں اور بچے بھی شعر گوئی کا فطری سلیقہ رکھتے تھے۔ مگر اللہ تعالی آنحضرت کو نبوت سے سرفراز فرمانے والے تھے۔ اور اس بات کے کافی امکانات تھے کہ اہل عرب آپ پر شاعر سے ترقی کرکے نبی بن بیٹھنے کی تہمت لگاتے۔ اس لئے اللہ تعالی نے آپ کی فطری صلاحیتوں کو شعر و شاعری کی طرف مائل ہونے سے محفوظ رکھا۔ اس کے باوجود اہل عرب نے آپ پر شاعر ہونے کی تہمت لگائی۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ انہوں نے کہا۔

بل افتراہ بل ھو شاعر (۲۱ ـ ۵)

ترجمہ : ،،بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے نہیں بلکہ وہ شاعر ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا۔

وما علمنٰه الشعر و ما ینبغی له (یٰس ۷۰)

ترجمہ : اور ہم نے ان کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ وہ ان کے شایان شان ہے۔

جس آیت میں آپ کو شاعر کہا گیا ہے اس کے بارے میں امام راغب کا کہنا ہے کہ بہت سے مفسرین نے یہ سمجھا ہے کہ انہوں نے آنحضرت پر شعر بمعنی منظوم اور مقفی کلام بنانے کی تہمت لگائی تھی حتی کہ وہ قرآن میں ہر اس آیت کی تاویل کرنے لگے جس میں وزن پایا جاتا ہے۔ جیسے ،، وجفان کالجواب و قدور راسیات،، وغیرہ لیکن بعض حقیقت شناس لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے ان کا مقصد منظوم اور مقفی کلام بنانے کی تہمت لگانا نہیں تھا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ قرآن اسلوب شعری سے مبرا ہے اور اس حقیقت کو عجمی عوام بھی سمجھ سکتے ھیں۔ پھر فصحائے عرب کا کیا ذکر ہے۔ بلکہ وہ آپ پر (نعوذ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



باللہ) جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے کیونکہ عربی زبان میں شعر بمعنی کذب اور شاعر بمعنی کاذب استعمال ہوتا ہے حتی کہ جھوٹے دلائل کو ادلۃ شعریہ کہا جاتا ہے۔ (مفردات)

امام راغب کی اس تقریر سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اصطلاحی شاعری کی طرح لغوی شاعری سے بھی بری تھے۔ یعنی آپ نہ اصطلاحاً شاعر تھے نہ لغۃً شاعر تھے۔ آپ خود تو شاعر نہیں تھے لیکن آپ نے اچھے اشعار سننا پسند فرمایا۔ چند اشعار ایسے بھی ملتے ہیں جو آپ نے بعض خاص مواقع پر پڑھے۔

حضرت جندب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی معرکے میں تھے کہ آپ کی انگلی سے خون بہنے لگا تو آپ نے شعر پڑھا۔

هل انتِ الا اصبع دميت
و فی سبيل الله ما لقيت

(مشکوۃ باب البیان و الشعر)

ترجمہ: تو ایک انگلی ہے جو خون آلود ہے اللہ کی راہ میں تیرا یہ حال ہوا ہے۔

حضرت برا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ غزوۂ خندق کے موقع پر مٹی ڈھوتے تھے یہاں تک کہ آپ کا بطن گرد آلود ہو گیا۔ آپ یہ اشعار پڑھتے تھے۔

و الله لو لا الله ما اهتدينا
ولا تصدقنا ولا صلينا
فانزل لن سكينة علينا
و ثبت الا قدام ان لاقينا
ان الاولی قد بغوا علينا
اذا ارا دوا فتنه ابينا

ترجمہ: خدا کی قسم اگر خدا نہ ہوتا تو ہم کو ہدایت نہ ملتی، نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے۔ خدایا تو ہم پر سکون قلب نازل کر۔ اگر ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔ بے شک ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے۔ جب انہوں نے فتنے کا ارادہ کیا
ہم نے انکار کیا۔

آپ ابینا ابینا پر اپنی آواز بلند فرماتے تھے۔ (ایضاً)

حضرت انس سے روایت ہے کہ مہاجرین و انصار نے خندق کھودنا اور مٹی ڈھونا شروع کیا تو وہ کہتے تھے۔

نحن الذین با یعوا محمداً
علی الجہاد ما بقینا ابداً

ترجمہ : ہمیں ہیں جنھوں نے جہاد پر محمد سے بیعت کی اور یہ بیعت جب تک ہم دنیا میں ہیں ہمیشہ باقی رہے گی۔

نبی کریم ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے محبت بھرے الفاظ میں جواباً یوں فرمایا۔

اللھم لا عیش الا عیش الآخرہ
فاغفر الا نصار و المہاجرہ

(ایضاً)

ترجمہ : خدایا زندگی آخرت کی ہے۔ آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں۔ پس خدایا تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ اہل عرب شعر گوئی میں درجہ کمال پر پہنچے ہوئے تھے اسی لئے ان کی عام گفتگو میں بھی ان باتوں کا ذکر ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے دریافت کیا گیا کہ جب تم لوگ اپنی مجلسوں میں تنہا بیٹھا کرتے تھے تو کیا باتیں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہم شعر خوانی کیا کرتے تھے اور زمانہ جاہلیت کی باتیں بیان کرتے تھے۔

صحابہ میں عبد اللہ بن عباس کی شخصیت فن تفسیر میں نمایاں تھی۔ تفسیر اور سیر کی کتابیں انکا جو تصور پیش کرتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں مختلف نواحی میں وسیع معلومات حاصل تھیں۔ شعر، انساب، ایام عرب پر ان کی نظر وسیع تھی۔ حضرت ابن عباس قرآن کی تشریح کے سلسلہ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



شعر اور کلام عرب سے استشہاد میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے ۔ اسی لئے آپ نے شعر کو دیوان عرب کا نام دیا ہے ۔ فرماتے ہیں ،

الشعر دیوان العرب فاذا تعاجم علینا شئی من القرآن رجعنا الیه

ترجمہ : شعر عرب کا دیوان ہے ۔ جب قرآن پاک کا کوئی حصہ ہم پر مبہم ہو جائے ہم اسی کی طرف رجوع کریں گے ۔

حضرت حسان شاعر اسلام تھے ۔ مشرکین سے حضور اکرم ﷺ کا دفاع کیا کرتے تھے ۔ اور حضور حضرت حسان سے فرمایا کرتے تھے میری طرف سے جواب دے ۔ اے اللہ تو روح القدس سے اس کی مدد کر ۔

حضرت زید کا جب انتقال ہوا تو حضرت حسان نے ان کا مرثیہ کہا جس میں وہ کہتے ہیں ۔

فمن للقوا فی بعد حسان و ابنه
و من للمعانی بعد زید بن ثابت

ترجمہ : حسان اور اس کے بیٹے کے بعد شعر کون کہے گا اور زید بن ثابت کے بعد مسائل کا استنباط کون کرے گا ۔

حضرت ابو بکر ، حضرت عمر اور حضرت علی جیسے اکابر صحابہ سے بھی اشعار منقول ہیں ۔ تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر کو شعر و سخن سے ذوق تھا اور زمانہ جاہلیت میں شعر کہتے تھے ۔ لیکن اسلام کے بعد شاعری ترک کر دی تھی ۔ ابن رشیق نے کتب العمدہ میں آپ کے بعض اشعار نقل کئے ہیں ۔ (تاریخ اسلام شاہ معین الدین احمد ندوی ص ۱۵۶)

حضرت علی کی طرف تو اشعار کا ایک پورا دیوان منسوب ہے ۔ مگر نازلی کا بیان ہے کہ حضرت علی کے متعلق صحت کے ساتھ اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ انہوں نے کبھی کوئی شعر کہا بجز دو شعروں کے ۔

★ ★ ★ ★ ★ ★

© rasailojaraid.com

Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:2 (1981) © rasailojaraid.com

# افریقہ میں دعوت دین کی ضرورت*

محترم برادر ملت! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

مندرجہ بالا حوالہ کا خط ملا ۔ بے حد شکریہ ۔ پاکستان سوسائٹی یوگنڈا اور تمام پاکستانیوں کی طرف سے میں اس کار خیر کے لئے آپ سے مخاطب ہوں ۔ آپ کے انسٹی ٹیوٹ کی کاوشوں اور کار خیر کے لئے ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں ۔ لیکن مجھے اس براعظم یعنی افریقہ کی ضروریات کے بارے میں کچھ اور بھی کہنا ہے ۔ افریقہ میں اسلام کی ترویج و ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ حائل ہے اور وہ ہے یہاں کی مقامی زبانوں میں اسلامی لٹریچر کا فقدان ۔ عیسائیت کے تمام ادارے یہاں اس براعظم کی ہر زبان میں اس قدر لٹریچر چھاپتے ہیں کہ ہر کس و ناکس اسے پڑھنے پر مجبور ہے ۔ جبکہ دوسری جانب اسلامی لٹریچر یہاں کی زبانوں میں نہ ہونے کے برابر ہے ۔ دوسری بڑی رکاوٹ یہاں اسکولوں اور کالجوں کی سطح پر تربیت یافتہ اسلامیات کے اساتذہ کا فقدان ہے ۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ یہاں یوگنڈا میں پرائمری سے لے کر اسکول کالج کی سطح تک دینی تعلیم لازمی ہے لیکن مناسب اساتذہ (مقامی) جو انگلش میں پڑھا سکیں یا لیکچر دے سکیں بالکل نہیں ہیں ۔ نتیجتاً ۹۰ فی صد مسلم طلبہ عیسائیت کی تعلیم جو منظم طریقے سے ہوتی ہے اور جس کے اساتذہ بھی ملتے ہیں حاصل کرنے پر مجبور ہیں ۔ حکومتوں کی طرف سے عذر پیش کیا جاتا ہے کہ اگر اساتذہ نہیں تو ہم مجبور ہیں لہذا مسلم طلبا جن کو دینی تعلیم ایک مضمون کے طور پر پڑھنا لازمی ہے اور اس کا باقاعدہ امتحان اور نمبر ہوتے ہیں ، مجبور ہیں کہ عیسائیت کو بطور دینی تعلیم اختیار کریں ۔ یہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو عربی میں مصر لیبیا یا سعودی عرب وغیرہ سے فارغ التحصیل ہیں لیکن انگلش میں بالکل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کورے ہیں جو یہاں ذریعہ تعلیم ہے ۔ آمدم برسر مطلب آپ کی ارسال کردہ کتابیں ملنے پر ضرور تقسیم ہوں گی ۔ لیکن میری مندرجہ ذیل گزارشات پر غور کریں اور ان کا کوئی مناسب انتظام جلد از جلد فرما دیں ۔

(ا) ہم نے یہاں خاصی کاوش سے یہاں کی مقامی زبان میں جو بالکل انگلش طرز پر رومن میں لکھی پڑھی جاتی ہے قرآن پاک کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے ۔ اس کی اشاعت اور تقسیم مفت ہونا ضروری ہے اور یہی یہاں دین فطرت کے پھیلانے کا واحد موثر راستہ ہے ۔

(ب) پاکستان کا کوئی تعلیمی ادارہ ، یونیورسٹی ، انسٹی ٹیوٹ یہاں کے عربی کے سند یافتہ اساتذہ کو انگلش میں ٦ یا ۹ ماہ کا کورس مکمل کرائے تاکہ وہ طلبہ کو کالجوں اور اسکولوں کی سطح پر انگریزی میں دینیات پڑھا سکیں ۔

(ج) یہاں کی مقامی زبان میں دیگر اسلامی لٹریچر جس قدر بھی ترجمہ کیا جا چکا ہے اس کی مفت اشاعت کا انتظام کیا جائے ۔ (یہاں کی مقامی زبان انگلش رسم الخط میں ہے ) ۔

اگر چہ یہاں اسلام کی ابتداء ایک صدی سے پہلے ہو چکی تھی مگر کوئی قابل ذکر اسلامی لٹریچر مقامی زبانوں میں نہیں ملتا ۔ الحمد للہ کہ ہم نے ابتداء قرآن پاک کے ترجمے سے کر دی ہے ۔ اسکولوں اور کالجوں میں اسلامی دینیات کا کوئی نصاب یعنی SYLLABUS موجود نہ تھا اس کا بھی کام نصف سے زیادہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے ۔ اب اساتذہ کا مسئلہ باقی رھتا ہے ۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں کی حکومت باہر کے ممالک کے اساتذہ کو خصوصاً مذہبی تعلیم کے لئے اجازت نہیں دیتی ۔ لہٰذا اگر آپ اپنے وسیع تجربے اور وسائل کی روشنی میں ان مشکلات کا حل پیش کر سکیں تو یہ صحیح معنوں میں اسلام کی خدمت ہوگی جو واقعی عام سطح سے ہٹ کر یہاں کی اصل ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بلا شبہ اہم ترین کہی جا سکتی ہے ۔

امید ہے کہ آپ جلد اور اولین فرصت میں ان مسائل کا حل عملی طور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



پر پیش کریں گے ۔

شکـــــــریـــــہ ۔

خط و کتابت کے لئے پتہ یہ ہے :

SHAUKAT ALI KHAN
P. O.BOX 8663 KAMPALA
(U G A N D A)

اگر قرآن پاک کے ترجمہ (یوگنڈا کی مقامی زبان میں) کی اشاعت کا انتظام ذہن میں ہو تو تمام تفصیلات اور کچھ دوسرا قابل اشاعت لٹریچر بھی بھیجا جا سکتا ہے ۔ یا تفصیلات معلوم کی جا سکتی ہیں ۔ والسلام ۔

آپ کے جواب کا منتظر

شـــوکت عــلی خــان

* ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کو موصول ہونے والے اس خط کا مخاطب ہر وہ فرد جماعت تنظیم یا ادارہ ہے جو دین اسلام کی تبلیغ کا جذبہ رکھتا ہے ۔ (مـــدیـــر)

© rasailojaraid.com

Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:2 (1981) © rasailojaraid.com

# نقد و تبصرہ

## (تبصرے کے لئے دو نسخے ارسال فرمائیے)

### تدبر قرآن جلد ہشتم

| | | |
|---|---|---|
| تالیف | ۔ | مولانا امین احسن اصلاحی |
| ناشر | ۔ | ماجد خاور |
| صفحات | ۔ | ۶۹۰ |
| ہدیہ | ۔ | ۷۵ روپے |
| پتا | ۔ | فاران فاؤنڈیشن ، ۱۲۲ فیروز پور روڈ ، اچھرہ ، لاھور ۔ ۱۶ |

مولانا حمید الدین فراھی کے طرز فکر پر فہم قرآن کے شائقین کے لئے یہ بات یقیناً موجب طمانینت ہوگی کہ تفسیر نگاری میں ان کے چھوڑے ہوئے ناتمام کام کو بالآخر ان کے تلمیذ خاص مولانا امین احسن اصلاحی نے پایۂ تکمیل تک پہنچا کر دم لیا ۔ اس جلد پر تاریخ طباعت اگرچہ نومبر ۱۹۸۰ درج ہے مگر عملاً اس کی اشاعت فروری مارچ ۱۹۸۱ میں ہوئی ۔ تدبر قرآن کی ابتدائی چار جلدیں ڈاکٹر اسرار نے انجمن خدام القرآن کی طرف سے شائع کی تھیں ۔ باقی چار جلدیں ماجد خاور صاحب نے فاران فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع کی ھیں ۔ تالیف و تصنیف اور طباعت و اشاعت ، یہ دو اہم مرحلے ھیں جن سے گزر کر ھی کوئی کتاب قارئین کے ھاتھ میں پہنچتی ہے ۔ مولانا اصلاحی نے تدبر قرآن کی ضخیم مجلدات کی تسوید میں جس محنت شاقہ سے کام لیا وہ کوئی سر بستہ راز نہیں ۔ مولانا نے آٹھویں جلد کے دیباچے میں مختصراً خود بھی اس کا ذکر محض اس حد تک کیا ہے کہ ظاھراً انہیں کتنی عرق ریزی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کرنی پڑی ۔ ذهنی کاوش الگ رهی جس کا اندازہ مادی پیمانوں سے نہیں لگایا جا سکتا ۔ مگر اس محنت کو ٹھکانے لگانے میں ماجد خاور صاحب کی مساعی کو نظر انداز کرنا شاید قرین انصاف نہ ہو ۔ ماجد خاور صاحب اس حلقے کے ایک رکن هیں جو مولانا اصلاحی نے پہلے "حلقہ تدبر قرآن" کے نام سے قائم کیا اور بعد میں "ادارہ تدبر قرآن و حدیث" کا نام دے کر جس کے کام کو وسعت اور قوت دی گئی ۔ مولانا اصلاحی نے اپنے استاد کے کام کی تکمیل کی تو ماجد خاور صاحب نے بھی اس کی کتابت و طباعت کا اهتمام کرکے شاگردی کا حق ادا کیا ۔ البتہ کتابت کا وہ معیار نہیں برقرار رہ سکا جو اس کتاب کے شایان شان تھا ۔ اس کے پیچھے ایک کہانی ہے جس کے سننے کے بعد یہ عیب چھپ جاتا ہے ۔ اس کے کاتب عبد الغفور کیلانی صاحب نے تدبر قرآن کی پہلی جلد لکھی تو وہ جوان تھے ۔ آٹھویں جلد تک آتے آتے ان پر بڑھاپا آ گیا اور ان کے هاتھوں میں وہ توانائی باقی نہیں رهی جس سے آغاز کار میں انہوں نے کام لیا تھا ۔ پھر بھی ان کی خواهش تھی کہ اس کی تکمیل انہی کے هاتھوں ہو ۔ خاور صاحب نے ان کی اس خواهش کا احترام کیا ۔ ان کی شرافت نفس نے یہ گوارا نہ کیا کہ جس کی جوانی تدبر قرآن کی کتابت میں صرف هوئی اس کی پیری اس سعادت سے محروم رهے ۔ ایسی مثالیں بہت کم مل سکیں گی کہ ایک دو نہیں آٹھ آٹھ ضخیم مجلدات کی کتابت کسی ایک شخص کے هاتھ سے انجام پائی هو ۔ بهر کیف اس کے بعد خاور صاحب کا ارادہ ہے کہ وہ تدبر قرآن کا ایک ایسا ایڈیشن شائع کریں گے جس میں ایک هاتھ استعمال هوگا اور جس کی کتابت از اول تا آخر یکساں هونے کے ساتھ معیاری بھی هوگی ۔ بهر حال تدبر قرآن کے مولف مولانا امین احسن اصلاحی اور اس کے طابع و ناشر ماجد خاور دونوں قدر شناس اهل علم کے شکریے کے مستحق هیں ۔ ماجد خاور صاحب کو ایک امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ انہوں نے تدبر قرآن کی تبییض اور تصحیح کا کام خود انجام دیا ہے ۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے اور خود مولانا اصلاحی بار بار اس کا ذکر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کرتے رہے ہیں کہ تدبر قرآن مولانا حمید الدین فراہی کے اصول تفسیر کو سامنے رکھ کر انہی کے نہج اور طریق تفسیر پر لکھی گئی ہے ، اس فرق کے ساتھ کہ مولانا فراہی جو تفسیر لکھ رہے تھے وہ عربی میں تھی اور تدبر قرآن اردو میں ہے۔ مولانا فراہی کی تفسیر کے جو اجزاء طبع ہوئے ان کو اردو داں طبقے سے روشناس کرانے کے لئے مولانا اصلاحی ہی نے انہیں اردو میں منتقل کیا ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مولانا اصلاحی کی لکھی ہوئی تفسیر کو عرب دنیا سے روشناس کرانے کے لئے غیب سے کون مرد آتا ہے اور یہ کام کرتا ہے کہ اسے عربی کا جامہ پہنائے ۔ بہر حال اس کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں ہو سکتا ۔ مولانا فراہی کے مشن کی تکمیل جبھی ہوگی کہ تدبر قرآن عجم سے نکل کر عرب تک پہنچے ۔ مولانا فراہی کی مخاطب پوری دنیائے اسلام تھی خاص کر علماء امت ان کے اصل مخاطب تھے ۔ محض اردو خواں طبقے میں اس کی نشر و اشاعت سے وہ عظیم مقصد پورا نہیں ہو سکتا جو مولانا فراہی کے پیش نظر تھا ۔

اس وقت میرے پیش نظر فقط تدبر قرآن کی آخری جلد کا سرسری تعارف کرانا ہے۔ مولانا اصلاحی نے تدبر قرآن لکھ کر مولانا فراہی کے کام کو کس حد تک پورا کیا ۔ مولانا فراہی خود اس کی تکمیل کرتے تو کس طرح کرتے اور مولانا اصلاحی نے اسے کیا تو کس طرح کیا ۔ یہ بجائے خود ایک موضوع ہے جو دعوت تحقیق دیتا ہے ، جس میں ناقدانہ نظر سے تقابلی جائزے کی ضرورت ہوگی ۔ ظاہر ہے یہ کام دیر طلب بھی ہے اور دقت طلب بھی ۔ اس مطالعے کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شاگرد نے استاد سے کہاں کہاں اور کس حد تک اختلاف کیا ہے اور یہ اختلاف کس نوعیت کا ہے۔ مولانا اصلاحی نے تو اپنے حصے کا کام کر دیا ہے بقیہ کام دوسروں کے کرنے کا ہے ۔ مولانا اصلاحی کے اپنے تلامذہ اور رفقائے حلقہ میں سے کسی کو یہ کام کرنا چاہئیے ۔

(شرف الدین اصلاحی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ادارہ تدبـــــر قـــــرآن و حدیث

یہ مختصر کتابچہ ادارے کے تعارف ، قرارداد تاسیس اور دستور پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کا دائرہ قرآن و حدیث دونوں کو محیط ہے۔ اس کے بانی اور سرپرست مولانا امین احسن اصلاحی ہیں جو حال ہی میں قرآن مجید کی تفسیر کے کام سے فارغ ہوئے ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ اب اسی نہج پر حدیث کا مطالعہ کرکے اپنے نتائج فکر کو قلمبند کریں۔

اس کتابچے میں تعارف انہی کے قلم سے ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دلچسپی رکھنے والے اہل علم کی آگاہی کے لئے مولانا اصلاحی کے تعارف سے ضروری حصے نقل کر دیئے جائیں ۔

"مجھے اس کام کی اہمیت میں کبھی شک نہیں ہوا ۔ میں جانتا ہوں کہ جس طرح قرآن دین کا ماخذ ہے اسی طرح حدیث بھی دین کا ماخذ ہے۔ صراط مستقیم کی معرفت اور امت میں وحدت فکر پیدا کرنے کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ قرآن پر غور کرنے کی صحیح راہ باز ہو تاکہ اس پر تدبر کرنے والے اس خزانۂ حکمت تک رسائی حاصل کر سکیں جو قرآن کو ان کے لئے صحیح معنوں میں وہ کسوٹی بنا دے جس سے وہ زندگی کے ہر گوشہ میں حق و باطل کے درمیان امتیاز کر سکیں ، اسی طرح حدیث کے خزانہ حکمت سے بہرہ مند ہونے کے لئے بھی اس راہ کا کھلنا ضروری ہے جو اس پر غور کرنے کی صحیح راہ ہے۔ اس کے بغیر نہ دین کا فہم استوار ہو سکتا ہے اور نہ ان اختلافات کو دور کرنے کی کوئی شکل نکل سکتی ہے جو مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں اور جن کو دور کیے بغیر اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ وہ اسلامی نظام زندگی کی نعمت سے بہرہ مند ہو سکیں ۔ جو لوگ ان اختلافات کو سطحی کہہ کر نظر انداز کرنا چاہتے ہیں اور یہ توقع کیے بیٹھے ہیں کہ یہ آپ سے آپ دور ہو جائیں گے ان کا خیال محض سادگی پر مبنی ہے۔ ان اختلافات کا تعلق قوم کے عوام سے نہیں بلکہ علماء سے ہے اور علماء کے اندر یہ اس غلط انداز فکر سے پیدا ہوئے ہیں جو انہوں نے قرآن اور حدیث کے معاملے میں ائمہ مجتہدین کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



دور کے بعد سے اختیار کر رکھا ہے ۔ جب تک ان کے اس طرز فکر کی اصلاح نہیں ہوگی وہ گروہی تعصبات کی انہی زنجیروں میں جکڑے ہوئے رہیں گے جن میں اس وقت جکڑے ہوئے ہیں اور اس کا قدرتی نتیجہ وہی افتراق ہے جس میں اس وقت مسلمان مبتلا ہیں ۔

قرآن پر غور کرنے کا جو صحیح طریقہ ہے وہ میں نے "تدبر قرآن" میں واضح کر دیا ہے اور پورے قرآن کی تفسیر کرکے یہ دکھا بھی دیا ہے کہ اگر یہ راہ اختیار کی جائے تو وہ تمام اختلافات آپ سے آپ رفع ہو جاتے ہیں جو محض قرآن کا صحیح علم نہ ہونے کے سبب پیدا ہو گئے ہیں ۔ میرے نزدیک حدیث پر غور کرنے کے طریقے میں بھی بنیادی اصلاح کی ضرورت ہے ۔ اس وقت حدیث کی تعلیم ہر مکتب فکر کے علماء اپنے اپنے تقیدات کے تحت دے رہے ہیں ۔ کلام و عقائد اور فقہیات میں جس گروہ کا جو مسلک ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ قرآن و حدیث دونوں سے وہ اپنی تائید حاصل کرے اگر چہ اس کے لئے اسے کتنا ہی ظلم کرنا پڑے ۔ حالانکہ صحیح علمی طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی طرح پورے ذخیرہ احادیث پر بھی براہ راست ، ان کے الفاظ ، ان کے موقع و محل ، ان کے سیاق و سباق ، ان کے نظائر و شواهد اور قرآن کے ساتھ ان کی موافقت یا عدم موافقت کے پہلو سے غور کیا جائے اور بغیر کسی گروہی تعصب کے وہ حدیثیں اختیار کی جائیں جو مذکورہ کسوٹی پر پوری اترتی ہیں ، اگر چہ وہ ہماری خواہشوں کے خلاف ہوں ، ہمیں اتباع بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنی ہے نہ کہ اپنی خواہشوں کی یا کسی خاص فقہ و کلام کی ۔

میں نے غالباً ۱۹۳۱ء میں اپنے استاد محدث مبارک پوری مولانا عبد الرحمن شارح ترمذی سے حدیث کے درس لئے ہیں ۔ سچ پوچھیے تو اسی زمانے میں میرے اندر یہ شوق پیدا ہوا تھا کہ صحیحین میں سے کسی ایک کی شرح لکھی جائے جس میں بنائے اعتماد کتاب کا نام یا مجرد حدیث کی سند نہ ہو بلکہ تحقیق حدیث کے وہ فطری اصول ہوں جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے ۔ اس شرح پر ایک مبسوط مقدمہ میں حدیث پر غور و تحقیق کے فطری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اصول بھی بیان کر دیے جائیں اور تمام صحاح کو سامنے رکھ کر اس کتاب کی ایک ایسی شرح بھی لکھ دی جائے جو احادیث پر غور و تدبر اور ان کی تحقیق و تنقید کی قابل اعتماد راہ کھول دے۔ میں نے ایک زمانے میں اس نگاہ سے مسلم شریف کا مطالعہ کیا اور کالجوں کے کچھ فارغین کو اپنے طریقہ کے مطابق درس بھی دئیے۔ جس سے مجھے یہ اندازہ کرنے کا موقع ملا کہ یہ طریقہ سائنٹفک اور اطمینان بخش ہے۔ اس سے حدیث کی بہت سی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں جو اب تک حل نہیں ہو سکیں اور جن کے حل نہ ہونے کے سبب سے انکار حدیث کے فتنہ کو بڑی تقویت ملی ہے۔ میرے دل میں یہ کام کرنے کا جذبہ بار بار ابھرتا رہا لیکن ”تدبر قرآن“ کا حق مقدم تھا جس کی تکمیل میں عمر کے تئیس سال صرف ہو گئے۔ اب اگر چہ اللہ تعالے نے اس فرض سے سبکدوش کر دیا ہے لیکن اپنے اندر اب وہ طاقت باقی نہیں رہی ہے جو اس قسم کے محنت طلب کام کرنے کے لئے مطلوب ہے۔

یہ کام ”تدبر قرآن“ کے کام سے کچھ کم مشکل نہیں ہے۔ اس کو حسن و خوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حدیث، رجال، اصول حدیث اور اصول فقہ کے ہزاروں صفحے پڑھنے ہوں گے اور اس سے کہیں زیادہ قرآن اور عقل و نقل سے اس کی موافقت معلوم کرنے پر غور و تدبر کی ضرورت ہوگی۔

یہ موضوع نسبتاً حساس بھی زیادہ ہے اس وجہ سے جب تک پوری تیاری کے ساتھ کوئی ایسی چیز نہیں پیش کی جائے گی جو لوگوں کو قائل کر دینے والی ہو تو اندیشہ ہے کہ وہ مفید ہونے کے بجائے مضر ہوگی۔ ان وجوہ سے میں اپنے اندر تو یہ ہمت نہیں پا رہا ہوں کہ اس بار عظیم کو اٹھاؤں لیکن اس کام کی اہمیت کا مجھے پورا احساس ہے اس وجہ سے میں نے اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ اگر کچھ نئی صلاحیتیں اس خدمت کے لئے آمادہ ہو جائیں گی تو میں اپنے علم و استطاعت کی حد تک ان کی مدد کرنے کی کوشش کروں گا

چنانچہ کچھ مخلصین اور دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہے کہ ”حلقۂ تدبر قرآن“ کو جو ایک طویل عرصہ سے میرے زیر سرپرستی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



برادرم خالد مسعود صاحب سلمہ کی نگرانی میں کام کر رہا تھا ، وسعت دے کر ایک ادارہ کی شکل دے دی جائے اور کوشش کی جائے کہ وہ بالتدریج تمام اسلامی علوم کی تحقیق و تنقید کے لئے ایک انسٹی ٹیوشن کی حیثیت حاصل کر لے۔ اس فیصلہ کے تحت اب اس کا نام تبدیل کرکے " ادارہ تدبر قرآن و حدیث " کر دیا گیا ہے اور اس کے انتظامی ڈھانچہ کو بھی آئینی شکل دے دی گئی ہے۔

اس ادارے کے پیش نظر مندرجہ ذیل مقاصد ہیں ۔

۱ ۔ قرآن کے تدبر کا اعلی پیمانہ پر اس طرح اہتمام قائم رکھنا کہ وہ تمام علومِ و افکار کے لئے کسوٹی کی حیثیت حاصل کر لے اور اس کے ذریعہ سے ان کے حق و باطل میں امتیاز ہو سکے۔

۲ ۔ قرآن کی طرح حدیث پر بھی ایسا تحقیقی کام جو حدیث و قرآن اور فقہ اسلامی میں ایسی کامل ہم آہنگی واضح کر دے کہ گروہی تعصبات اور فرقہ وارانہ اختلافات کالعدم ہو جائیں ۔

۳ ۔ اصل عربی زبان کو جو قرآن و حدیث کی زبان ہے زندہ رکھنے کی کوشش کرنا تاکہ امت کے اندر صاحب اجتہاد علماء برابر پیدا ہوتے رہیں اور اس وقت معاشی و کاروباری ضرورت سے عربی سیکھنے کا ذوق جو بڑھ رہا ہے وہ اصل مقصد سے لوگوں کو غافل نہ کرنے پائے۔

۴ ۔ موجودہ زمانے کے طبیعیاتی اور ما بعد الطبیعیاتی نقطہ ہائے نظر پر تنقید اور ان کے بارے میں قرآن و سنت کے نقطہ نظر کی خالص علمی سطح پر اس طرح وضاحت کرنا کہ قرآنی علم کلام کی تشکیل جدید کی راہ کھلے ۔

۵ ۔ اہم تمدنی و تہذیبی مسائل کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کرنا ۔

۶ ۔ ایک لائبریری کا قیام جو دینی علوم پر ریسرچ کرنے والوں کی ضرورت پوری کر سکے ۔

۷ ۔ ایک ایسے علمی جریدہ اور مکتبہ کا قیام و اہتمام جو ادارہ کے تحقیقی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کاموں کی اشاعت کا ذریعہ ہو سکے۔

ان مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے ظاہر ہے وسیع سرمایہ کی ضرورت ہے جو نہ اس وقت میسر ہے اور نہ مستقبل قریب میں اس کے میسر ہونے کی توقع ہے۔ اس وجہ سے طے یہ کیا گیا ہے کہ میسر وسائل کے اندر جو کام شروع کیا جا سکتا ہے وہ بلا تاخیر شروع کر دیا جائے اور جس رفتار سے وسائل میں وسعت ہوتی جائے اسی رفتار سے مزید قدم آگے بڑھائے جائیں۔

اس وقت جن کاموں کو ترجیح دی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ ایک موزوں مکان کی تلاش جو دفتر، لائبریری اور درس وغیرہ کے لئے فی الجملہ موزوں ہو۔

۲۔ ایک ہمہ وقتی ریسرچ فیلو کا انتخاب جو اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دے۔

۳۔ چند طالبعلموں کا انتخاب جو ادارہ سے وابستہ رہتے ہوئے عربی زبان اور دوسرے قدیم و جدید علوم سیکھیں تاکہ آگے ان کے اندر سے موزوں آدمی تحقیقی کاموں کے لئے نکل سکیں۔

۴۔ ایک ماہوار رسالہ کا اجراء جو ادارہ کے تحقیقی کاموں اور دوسرے محققین کے مقالات کی اشاعت کا اہتمام کرے۔

۵۔ قرآن اور حدیث کے تحقیقی درس کا اہتمام۔

٦۔ کتب خانہ کے لئے فی الحال تحقیق حدیث سے متعلق ضروری کتابوں کی فراہمی۔»

(صفحات ۳ ۔ ۷)

قرار داد تاسیس کی رو سے یہ ادارہ یکم محرم ۱۴۰۱ ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۸۰ ء کو معرض وجود میں آیا۔ اس کے ارکان اساسی میں درج ذیل آٹھ اشخاص کے نام ہیں۔

خالد مسعود، منیر احمد، مسعود اکبر پاشا، جاوید احمد، عبد اللہ غلام احمد، سعید احمد، ماجد خاور، محمد ارشد۔

© rasailojaraid.com